۱۰ ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ / 07 جون 2025ء

(خطبۂ عید الأضحیٰ)

خوشی کا اسلامی تصوّر

اور

عید کی خوشی

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَبِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا ؕ ہُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ۔[یونس58:10]

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ۔[الحج37:22]

دل میں جس چیز کی چاہت وقدر ہو وہ ملنے پر دلی خوشی ہوتی ہے... اولاد کی عطا خوشی کا ذریعہ بنتی ہے، منصب ملنے پر فرحت ہوتی ہے، بچھڑوں سے ملاقات باعثِ مَسرّت ہوتی ہے اور مال ودولت میں اِضافہ بھی شادمانی کا سبب بنتا ہے... اِسی طرح دیگر چیزیں ہیں جن کو انسان پسند کرتا ہے، جب وہ ملیں تو دل کی کلیاں کِھل اُٹھتی ہیں۔

بعض اوقات ایک چیز کا حصول کسی کے حق میں اتنا خوش کُن ہوتا ہے کہ وہ پھولا نہیں سماتا؛ کیونکہ وہ اُس شے کی قدر جانتا ہے... جب کہ وہی چیز اگر دوسرے بندے کو میسّر آئے تو اُسے کوئی خوشی نہیں ہوتی؛ کیونکہ اُس کی نظر میں وہ اہم نہیں۔

ربِّ کریم نے سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیۡہِ الصَّلٰوات والتَّسۡلِیۡمَات کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ذَبح کر دیجیے! وہ اِس حکم کو پورا کرنے کے لیے چل پڑے، شہزادے کو لِٹا کر اُن کی گردن پر چُھری رکھ دی۔ اُن کے اطمینان اور قلبی سُکون کا ہم تصوّر بھی نہیں کر سکتے! بیٹے کو ذَبح کرتے وقت دل اتنا پُر سُکون کیسے تھا؟ کیونکہ اُن کی نظر اِس بات پر نہیں تھی کہ بیٹے کی جان چلی جائے گی، بلکہ وہ اِس بات پر توجّہ مرکوز کیے ہوئے تھے کہ مالکِ کریم راضی ہو جائے گا اور اِس سے بڑی خوشی کوئی نہیں... یہی صورتِ حال کسی اور کے ساتھ پیش آتی تو نہ جانے اُس کے دل میں غم کا کیسا بھونچال آجاتا؛ کیونکہ ہر ایک کو کہاں معلوم کہ خالقِ کائنات کی رِضا کتنی بڑی دولت ہے!

عیدِ قرباں پر دُنیا بھر کے مسلمان بے شمار جانوروں کو ذَبح کرتے ہیں۔ خلیلِ جلیل عَلَیۡہِ السَّلَام کی یہ سنّتِ جمیل تربیت کرتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے اور اُسے خوش کرنے کی اہمیت کو سمجھیں۔ اگر یہ حقیقت ہمارے دل ودِماغ میں بس گئی کہ ”سب سے بڑی دَولت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے“ تو ہم نے قربانی کا حق ادا کر دیا، پھر ہماری زندگی میں خوشیوں کا معیار ہی بدل جائے گا۔

ربِّ کریم کے حضور اِس بات کی قدر نہیں کہ جانور کا رنگ کیسا تھا اور اُس کا گوشت کتنا تھا! بلکہ اُس کی بارگاہ میں قربانی کرنے والے کی قلبی کیفیت قبول ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ۔ ”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِن قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، اُس کی بارگاہ میں تمہارا تقوٰی پیش ہوتا ہے۔“[الحج37:22]

عید الفطر اور عید الاضحیٰ... دونوں ہی خوشی کے مواقع ہیں، مگر خوشی کس بات پر؟ اِس بات پر ربِّ کریم نے اپنے کرم سے ہمیں ہدایت اور نیکی کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر یہ تصوُّر پختہ ہو جائے تو عید کی حقیقی خوشی نصیب ہو!

چنانچہ خطبہ میں ”خوشی کا اسلامی تصوُّر اور عید کی خوشی“ کے عنوان سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

عید الاضحیٰ... خوشی منانے کا حسین موقع

ویسے تو زندگی میں خوشی کے کئی مواقع آتے ہیں، مگر عید کی خوشی سب سے جُدا ہوتی ہے۔ عید کی خوشی کا یہ امتیاز ہے کہ اِس دن خوشی کا اِظہار کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو خوش کرنا ربِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کو پسند ہے اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔

نمازِ عید، تکبیراتِ تشریق و ذکرِ الٰہی، غسل کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، اچھا کھانا پینا اور جائز کھیل... یہ تمام اُمور خوشی ظاہر کرنے اور اپنے ربِّ کریم کے احسانات پر اُس کا شکر ادا کرنے کے لیے ہی ہیں۔

خوشی کے اچھے اور بُرے انداز: عید کے موقع پر خوشی پسندیدہ ہونے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ کھلی چھٹی ہے اور کوئی پابندی نہیں، بلکہ شریعت نے ہر چیز کی حُدود و قُیود مقرر فرمائی ہیں، جن کی روشنی میں خوشی اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بُری بھی۔ مختصراً یوں کہہ لیجیے کہ اِظہارِ فرحت دینی تقاضوں کے مطابق ہو تو قابلِ تعریف ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے، جب کہ شریعت کی پرواہ نہ کی جائے تو خوشی منانا قابلِ مذمّت ہوتا ہے اور مالکِ کریم کی ناراضی کے سبب دونوں جہان کی تباہی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

قابلِ تعریف خوشی: قابلِ تعریف خوشی کی کئی صورتیں ہیں:

- دل اِس بات پر خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ مالکِ کریم نے فرمایا: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۔ ”(اے حبیب!) آپ فرما دیجیے: اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اُس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔“ [یونس 58:10]
- اِس چیز کی مَسرّت ہو کہ ربِّ کریم نے اپنی عبادت، مثلاً قربانی یا حجِ بیت اللہ کی توفیق سے نوازا ہے۔
- اسلام کی ترقّی اور مسلمانوں کی کامیابی پر خوشی ہو۔ یہ حقیقت میں اسلام سے محبّت ہے جو دونوں جہان میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

قابلِ مَذَمّت خوشی: قابلِ مذمّت خوشی کی بھی مختلف صورتیں ہیں:

- گناہ اور نافرمانی کے کام پر خوش ہونا۔ ہم جانتے ہیں کہ بے حیائی، بدنگاہی، جھوٹ، دھوکا دہی اور گانے سننا وغیرہ... سبھی گناہ کے کام ہیں اور حدیثِ مبارک کے مطابق ایمان کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ انسان اگر اِنھیں روک نہیں سکتا تو دل سے ضرور بُرا جانے... تو اِن کاموں پر خوش ہونا اور اِنھیں اچھا سمجھنا انتہائی بُرا ہے۔ سیدنا عُرس بن عَمِیرہ کِندِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے روایت کردہ ارشادِ نبوی میں ہے: مَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا ۔ یعنی ”کسی جگہ گناہ ہوا تو جو بندہ وہاں موجود نہیں، مگر اُسے پسند کرتا ہے تو وہ ایسے ہی گناہ گار ہے جیسے وہاں موجود شخص گناہ گار ہے۔“ (سننِ ابوداؤد، حدیث: 4345، اِسنادہ حسن، ترجمہ ماخوذ از فیض القدیر)
- یوں خوشی منانا کہ انسان آخرت کو بھول جائے اور تکبر کا شکار ہو، دوسروں کو کمتر سمجھنے لگے۔ خوشی کا یہی انداز قارون کو لے ڈوبا تھا۔
- نعمت کی خوشی میں خود پسندی یا رِیاکاری کی کیفیت پیدا ہو جائے اور بندہ اُس نعمت کو اپنا کمال سمجھنے لگے یا لوگوں کو دکھانا مقصود ہو۔

عید الاضحیٰ... خوشیاں بانٹنے کا حسین موقع

عید کے موقع پر جہاں خوشی کا اِظہار کرنا پسندیدہ ہے وہاں دوسروں کو خوش کرنے کا اجر واِنعام بھی زیادہ ہے؛ لہٰذا ہمیں آج کے دن شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے دوسروں کو خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک شخص نے تاج دارِ حرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: کون شخص اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اور کون سا عمل ربِّ کریم کے حضور سب سے زیادہ پیارا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

⇐ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔ یعنی "لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا مسلمان اللہ کے محبوب ترین بندوں سے ہے۔"

⇐ وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ سُرُورٌ تُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ تَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا۔

یعنی "(فرائض کے بعد معاملات میں) سب سے پیارا عمل یہ ہے کہ تُو کسی مسلمان کا دل خوش کر دے یا اُس کی پریشانی دُور کر دے یا اُس کا دَین (قرض وغیرہ) ادا کر دے یا اُس کی بھوک دُور کر دے۔"

⇐ وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ لِّيْ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ-يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ-شَهْرًا۔ یعنی "اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اُس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جانا مجھے اِس مسجدِ نبوی میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پیارا ہے (اعتکاف کا فائدہ اپنی ذات کو ہے، جب کہ حاجت پوری کرنے میں مخلوق کا نفع ہے)۔"

(المعجم الأوسط، رقم الحدیث: 6026۔ قضاء الحوائج لابن أبي الدنیا، رقم: 36، مکتبۃ القرآن، حسن لغیرہ)

دوسروں کو خوش کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اگر انسان ذہن بنالے کہ مَیں نے دوسروں میں خوشیاں بانٹنی ہیں اور اُس کے طریقوں پر غور کرے تو اُسے اِس سوال کا جواب بہت آسانی سے خود ہی مل جائے گا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ دوسروں کی خوشی اُن کی ضرورت اور پسند پوری ہونے میں ہوتی ہے، ضرورت اور پسند مختلف ہیں تو خوش کرنے کے طریقے بھی اُسی کے مطابق ہوں گے:

❖ بچوں کی خوشی: بچوں کی اپنی الگ دُنیا ہوتی ہے۔ وہ عمومی طور پر نئے لباس، کھانے پینے اور کھیل کود سے خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے اُنھیں جائز طریقے سے یہ اسباب فراہم کرنا باعثِ اجر وثواب ہے۔

❖ بڑوں کی خوشی: عمر رسیدہ رشتہ داروں، خصوصًا والدین کی خوشی اپنے بچوں کے ساتھ ملاقات اور باہم گفتگو میں ہوتی ہے۔ چنانچہ عید کے موقع پر اُنھیں ضرور خوش کرنا چاہیے۔ ارشاداتِ نبویہ کے مطابق والدَین کی خوشی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور صلہ رحمی سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ یہ افسوس ناک بات ہے کہ غیر تربیت یافتہ نوجوان عید کے موقع پر زیادہ تر وقت اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے میں مصروف رہتے ہیں، جب کہ اُن کے بڑوں کی عید اُن کے ساتھ وقت گزارنے کی آس میں گزر جاتی ہے۔

❖ غریبوں کی خوشی: ضرورت مند کی سب سے بڑی خوشی یہ ہوتی ہے کہ اُس کی حاجت پوری ہو جائے؛ لہٰذا حسبِ توفیق حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرکے اُن کی فرحت کا سامان بھی کرنا چاہیے؛ اِسی لیے عید کے روز صدقہ وخیرات کی زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔

حقیقی خوشی

عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ خوشی مال و دَولت کے ذریعے ملتی ہے یا اپنوں میں رہ کر بندہ خوش رہتا ہے یا ذاتی گھر فرحت کا سامان ہے یا جسمانی صحت وغیرہ خوشی کا ذریعہ ہیں، مگر در حقیقت ایسا نہیں؛ کیونکہ کئی افراد کو یہ تمام نعمتیں میسّر ہوتی ہیں، پھر بھی وہ خوشی سے محروم ہوتے ہیں... جب کہ بے شمار افراد کے پاس یہ نعمتیں نہیں ہوتیں، مگر اُن کی خوشیوں بھری زندگی لائقِ رشک ہوتی ہے۔

چنانچہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر دولت، صحت، گھر اور تعلقات وغیرہ خوشی نہیں دے سکتے تو پھر خوشی کیسے نصیب ہوتی ہے؟ ہمیں خوش رہنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے قرآن وسنّت کی روشنی میں چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

❖ ربِّ کریم کو یاد کیجیے! روزِ عید اور اِس کے بعد والے تین دن: ایامِ تشریق خاص طور پر ذکرِ الٰہی کے دن ہیں۔ یادِ خداوندی کی برکت سے دل کو چین و قرار نصیب ہوتا ہے اور اصل خوشی دل ہی کی خوشی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ۔ ”سُن لو! اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔“ [الرعد 28:13]

❖ شیطانی کاموں سے دُور رہیے! گناہوں سے شیطان خوش ہوتا ہے اور اُس کا اثر بڑھتا ہے۔ جو شخص شیطان کے زیرِ اثر ہو اُسے دُنیا بھر کے اسباب فراہم ہو جائیں تو بھی اُسے حقیقی خوشی نصیب نہیں ہو سکتی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی کا مفہوم ہے: ”جب تم میں سے کوئی سوئے تو شیطان اُس کی گُدّی (گردن کے پچھلے حصے) پر تین گِرہیں لگا دیتا ہے (جیسے جادوگر کچھ پڑھ کر گرہ لگاتے ہیں ایسے ہی وہ اِس عمل کے ذریعے سُستی ڈالتا ہے)۔ ہر ایک گرہ پر (دل میں یہ بات) ڈالتا ہے: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ، فَارْقُدْ۔ سوئے رہو! بہت لمبی رات ہے۔“ رحمتِ عالَم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ۔ ”چنانچہ اگر بندہ اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو (شیطان کی لگائی ہوئی سُستی کی گرہوں میں سے) ایک گِرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وُضو کرتا ہے تو دوسری گِرہ کھل جاتی ہے، پھر نماز ادا کرتا ہے تو تیسری گِرہ بھی کُھل جاتی ہے اور (شیطان کا اثر ٹوٹنے سے برکت نصیب ہوتی ہے) انسان چُست اور پاکیزہ نفس ہو کر صبح کرتا ہے۔ مزید فرمایا: ”اگر ایسا نہ کرے تو صبح کو یہ حالت ہوتی ہے کہ پریشان اور سُست ہوتا ہے۔“ (صحیح بخاری: 1142)

❖ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیجیے! بالآخر وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔۔ ”اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے تو وہ اُسے (دونوں جہان میں) کافی ہے۔“ [الطلاق 3:65]

❖ گھر اور باہَر کے افراد کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنایئے! لڑائی جھگڑا پریشانی ہی پریشانی ہے اور محبّت واُلفت سکون ہی سکون ہے۔

❖ مصائب کے بارے میں زیادہ سوچنے کے بجائے نعمتوں کی طرف توجہ کیجیے! چھوٹی موٹی پریشانیاں تو زندگی کا حصہ ہیں۔

❖ برداشت کرنا سیکھیے! غصہ وانتقام کا جذبہ بڑی خوشی کو بھی تباہ کر دیتے ہیں اور درگزر کرنے سے چھوٹی خوشی بھی دوبالا ہو جاتی ہے۔

مسائلِ قربانی

خطبۂ جمعہ میں قربانی سے متعلق متعدد مسائل کا ذکر ہو چکا ہے، ایک بنیادی بات کا اِعادہ کر کے کچھ مزید مسائل کا تذکرہ ہو گا۔

کس پر واجب؟ وہ سمجھ دار بالغ مسلمان (مَرد و عورت) جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی و قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔[1]

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت 10 ذوالحجہ (شہر میں نمازِ عید کے بعد) سے 12 ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے تک ہے۔ زیادہ ثواب اس میں ہے کہ دس ذوالحجہ کو قربانی کی جائے، پھر گیارہ کو قربانی کرنا بارہ کی بنسبت بہتر ہے۔

کچھ لوگ اِنتشار پھیلانے کے لیے چوتھے دن قربانی کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔ مولَی المسلمین سیدنا علیِ مرتضٰی، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم نے واضح طور پر فرمایا: اَلْأَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْأَضْحٰی۔ یعنی "قربانی صرف تین دن تک جائز ہے۔" (موطا امام مالک، حدیث: 1399، 1400۔ سننِ کبرٰی للبیہقی، حدیث: 19254) یہ روایت بظاہر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ارشاد ہے، مگر حقیقت میں حدیثِ نبوی ہے؛ کیونکہ ایسے اُمور اپنی رائے سے بیان نہیں کیے جاسکتے۔

ذَبح سے پہلے کے اُمور: ☆ ذَبح سے پہلے جانور کو چارا، پانی دیں اور بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔

☆ جانور کو لٹانے سے پہلے اُس کی نظروں سے اوجھل چھری تیز کریں، نیز ذبح کی جگہ اور دیگر اُمور کا تعیُّن بھی پہلے سے کر لیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما راوی ہیں کہ شفیع المذنبین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بکری کی گردن پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور بکری یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: أَتُرِیْدُ أَنْ تُمِیْتَهَا مَوْتَاتٍ؟ هَلَّا حَدَّدْتَّ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَهَا۔ یعنی "تم اِسے کئی موتیں مارنا چاہتے ہو؟ اِسے لٹانے سے پہلے اپنی چُھری تیز کیوں نہ کر لی؟"

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 7563۔ سننِ کبرٰی للبیہقی، حدیث: 19141)

لٹانے کا طریقہ: (پاکستان میں) قربانی کو دوسرے جانوروں کی نظروں سے اوجھل بائیں پہلو پر اِس طرح لٹائیں کہ اُس کا سر جنوب (South)، پُشت مشرق (East) اور منہ قبلہ کی طرف ہو، قبلہ رخ نہ ہونا مکروہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج: 20، ص: 216)

کون ذبح کرے؟ ☆ جانور حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔ اگر غیر مسلم نے ذبح کیا یا ایسے کلمہ گو نے ذبح کیا جس کی گمراہی حدِّ کفر تک ہے تو جانور حلال نہیں ہو گا۔ یہودی یا عیسائی سے ذبح کروانا بھی مکروہ ہے۔

---

[1] 05 جون 2025ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 3400 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 178,000 ہزار روپے ہے۔

☆ جس کی طرف سے قربانی ہے، اگر وہ خود اچھی طرح سے ذبح کر سکتا ہو تو افضل ہے کہ خود ذبح کرے، ورنہ کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے ذبح کروائے اور بہتر ہے کہ خود پاس موجود رہے؛ تاکہ یہ منظر دیکھ کر اپنی آخرت کو یاد کر سکے اور حکم پر عمل کی فرحت ہو۔

یاد رہے کہ ذبح کے وقت سنت پر عمل کی نیت سے پاس موجود رہنا ثواب ہے، مگر محض تفریح کے لیے ٹھہرنا اور جانور کے گرد گھیرا ڈال لینا، ہنسنا، قہقہے بلند کرنا اور تماشا بنانا غفلت کی علامت ہے۔

ذَبح کے وقت بسم اللہ اور دعا: ذَبح کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا (اللہ کا نام لینا) ضروری ہے، جان بوجھ کر نہ پڑھی تو جانور حرام ہے، البتہ بھولے سے ایسا ہوا (جیسا کہ بعض مرتبہ افراتفری میں ہو جاتا ہے) تو حرج نہیں۔ بہتر ہے کہ یہ دُعا بھی پڑھیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ o اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ o اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اپنی طرف سے قربانی ہو تو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

جانور کو تکلیف دینے کی ممانعت: کسی بھی طرح سے بلاوجہ جانور کو تکلیف دینا منع ہے، مثلاً: اُس کے سامنے چھری تیز کرنا یا روح نکلنے سے پہلے اُس کی کھال اُتارنا یا کوئی عضو کاٹنا۔

سیدنا قُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ عالَم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! اِنِّیْ لَاَخْنُقُ الشَّاةَ لِاَذْبَحَهَا فَاَرْحَمُهَا۔ مَیں جانور کو ذبح کرنے کے لیے اُسے پکڑتا ہوں تو مجھے اُس پر رحم آنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَالشَّاةُ اِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔ "اگر تم بکری پر رحم کروگے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔" (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 6482)

توجّہ طلب بات ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے بلاوجہ جانور کو تکلیف دینے اور اُس پر ظلم کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اگر جانور کی یہ صورتِ حال ہے تو کسی انسان کو بلاوجہ تکلیف دینا کتنا برا ہوگا!

بہتا خون ناپاک ہے: ذبح کے وقت جانور کے گلے سے بہنے والا خون ناپاک ہے، اُس سے حتّی الامکان گوشت اور کپڑوں کو بچانا لازم ہے؛ کیونکہ جان بوجھ کر بلاوجہ کسی پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے، اگر یہ خون گوشت وغیرہ کو لگ جائے تو اُسے پاک کرنا لازم ہے... البتہ ذبح کے بعد گوشت میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے، مگر اُسے بھی کھانا حلال نہیں۔

گوشت کی تقسیم: قربانی کے گوشت سے کچھ کھانا مستحب ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی دے سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ حاجت مندوں / فقرا کے لیے، ایک حصہ رشتہ داروں / دوستوں کے لیے اور ایک حصہ گھر والوں کے لیے۔

☆ منت (Vow) یا وصیت کی قربانی کا تمام گوشت صدقہ کرنا لازم ہے، نہ خود کھاسکتے ہیں اور نہ ہی کسی صاحبِ حیثیت دوست یا رشتہ دار کو دے سکتے ہیں۔

☆ قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو نہیں دینا چاہیے۔ قربانی شعائرِ اسلام سے ہے اور اِسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ذبح کیا گیا ہے؛ لہٰذا مسلمان اِس کے مبارک گوشت کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔

شرکا میں گوشت کی تقسیم: جب قربانی میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں تو تمام گوشت کو یکساں طور پر وزن کر کے حصوں میں تقسیم کرنا لازم ہے، اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وزن کر لینے سے پہلے شرکا ایک دوسرے کو کمی و بیشی معاف کر سکتے ہیں، البتہ سب شرکا ایک ہی گھر میں رہتے ہوں کہ مل کر ہی بانٹیں گے اور کھائیں گے یا شرکا اپنا اپنا حصّہ لینا ہی نہیں چاہتے تو وزن کرنا ضروری نہیں۔ دو صورتوں میں وزن کیے بغیر اندازے سے بھی تقسیم کر سکتے ہیں:

1) سب حصہ دار کسی اور بالغ مسلمان کو گوشت کا مالک بنا دیں کہ وہ جیسے چاہے تقسیم کرے۔ (وقار الفتاوٰی، جلد:2، ص:472)

2) گوشت میں کوئی دوسری جنس، مثلاً کلیجی، مغز اور پائے وغیرہ، شامل کر دیں۔ (ردّ المحتار، جلد:9، ص:527)

کھال وغیرہ کا حکم: بہتر ہے کہ قربانی کی کھال اور دیگر اضافی چیزیں... اُوپر ڈالنے والا کپڑا، رسّی اور گلے کا ہار وغیرہ... غریبوں کو دے دیں یا کسی بھی نیک کام کے لیے کسی فرد یا تنظیم (مسجد، مدرسہ، ہسپتال یا رفاہی ادارے) کو عطیہ کر دیں۔ خود بھی استعمال کر سکتے ہیں، البتہ قربانی کی کوئی چیز اپنے استعمال کے لیے بیچنا یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں دینا یا بدعقیدہ لوگوں کو دینا جائز نہیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ یا دیگر مدارسِ اہل سنت کو کھال دینے میں دوہرا فائدہ ہے... یہ خدمتِ خلق بھی ہے اور خدمتِ دین بھی۔

☆ ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے کوئی نفع حاصل کرنا... مثلاً اُس کے بال اپنے لیے کاٹ لینا یا اُس کا دودھ دوہنا یا اُون کاٹ لینا منع ہے... اگر اون کاٹی یا دودھ دوہا تو اُسے صدقہ کرنا لازم ہے۔

☆ قربانی کی کسی بھی قابل استعمال چیز کو ضائع کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی چیز خود استعمال نہ بھی کرنی ہو تو صدقہ کر دیں؛ کیونکہ بلاوجہ مال ضائع کرنا حرام ہے۔

جانور کے مختلف اجزا: حلال جانوروں کے کچھ اجزا کھانا ناجائز ہے: جیسے خون، پتا، مثانہ، علاماتِ نر و مادہ، کپورے، غُدود (گردن یا حلق میں سرخ یا مٹیالے رنگ کی گانٹھیں)، حرام مغز، گردن (کے گرد کندھوں تک پیلے رنگ) کے پٹھے، اوجھڑی، آنتیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:240۔ ابلق گھوڑے سوار: ص37، مکتبۃ المدینہ)

حلال جانور کے گردے کھانا جائز ہے، تاہم ناپسندیدہ ہے۔

حرفِ آخر: عیدِ اضحیٰ اور رضائے ربِّ اعلیٰ

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر انسان کو زندگی میں بہت ساری خوشیاں عطا فرماتا ہے، مگر عید کی خوشی کا لُطف جداگانہ ہے؛ عید شعائرِ اسلام میں سے ہے، اِس میں خوشی کا اِظہار کرنا اور دوسرے مسلمانوں میں خوشیاں بانٹنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

کسی چیز پر خوش ہونے کے حوالے سے لوگوں کے معیارات جدا جدا ہوتے ہیں؛ کیونکہ اُس شے کی قدر شناسی سے متعلق سب کا نقطۂ نظر یکساں نہیں ہوتا۔ ایک شخص کسی چیز کو اہم سمجھتا ہے تو وہ اُس کے حصول پر خوش ہوتا ہے... جب کہ دوسرے بندے کی نظر میں اُس شے کی اہمیت نہیں ہوتی تو اُس کے لیے وہ باعثِ فرحت وراحت بھی نہیں ہوتی۔

وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے جسے معلوم ہو جائے کہ سب سے بڑی دولت اللہ تعالیٰ کی رِضا ہے۔ جب اِس حقیقت کا احساس ہو جاتا ہے کہ مالکِ کریم کی خوشنودی سے بڑی کوئی شے نہیں تو انسان خالقِ کائنات کو راضی کرنے کے لیے سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ پھر سیدنا اسماعیل علیہ السلام جیسے ماہ رُو شہزادے کی گردن پر اپنے ہاتھوں سے چھری چلانے میں بوڑھے باپ کو ہچکچاہٹ نہیں ہوتی، بلکہ پھر مالکِ کریم کی رِضا کے لیے اپنی جان لُٹانا بھی زندگی سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے۔

خلیلِ جلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بے شمار جانوروں کو قربان کرنا حقیقت میں یہی بات ذہن نشین کروانے کے لیے ہے اور عید کی خوشی بھی ربِّ کریم کی طرف سے ہدایت اور نیکی کی توفیق ملنے پر شکر ادا کرنے کے لیے ہی ہے۔ اگر ہم نے عید کی خوشی یوں منائی کہ خالقِ کائنات راضی ہو گیا تو پھر حشر کا دن اصل عید کا دن ہو گا اور اُس روز کی خوشی قابلِ رشک ہو گی۔

خوشیوں کی بات کرتے ہوئے جب غزّہ کی طرف توجّہ جاتی ہے تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ فلسطینی مسلمان شہیدوں کے خون میں لَت پَت تین عیدیں گزار چکے ہیں اور افسوس کہ اِس چوتھی عید سے پہلے بھی اُمّتِ مسلمہ اُنھیں اسرائیلی درندوں کے مظالِم سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکی۔

اگر اُمّت اِس حقیقت کو پہچانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سب سے بڑی دولت ہے اور یہی اصل خوشی ہے تو غزّہ اور قبلۂ اوّل کی آزادی کے بغیر عید کی خوشی کا کوئی تصوّر ہی نہ ہوتا۔

بہر حال خوشی کے اِس موقع پر ہمیں مظلوم مسلمان بھائیوں کو دُعاؤں میں بھی یاد رکھنا چاہیے اور اُن کے ساتھ مالی تعاوُن میں بھی کنجوسی و سُستی نہیں کرنی چاہیے۔[1]

---

[1] دعوتِ اسلامی کے ذیلی ادارے Faizan Global Relief Foundation (FGRF) کے زیرِ اہتمام غزّہ میں امداد کی ترسیل جاری ہے۔ تعاون اور معلومات کے لیے ادارے کی ویب سائٹ دیکھیں۔ ویب سائٹ کا لنک یہ ہے: https://fgrf.org/

نمازِ عید کا طریقہ

پہلے زبان سے یا دل میں ہی یوں نیت کریں: ”دو رکعات نمازِ عید واجب، اضافی چھ تکبیروں سمیت، اِس امام کے پیچھے، قبلہ شریف کی طرف رُخ کیے۔“

پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام صاحب تلاوت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ تلاوت کے بعد باقی نمازوں کی طرح پہلی رکعت مکمل کریں۔

دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر امام صاحب قراءت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ قراءت کے بعد امام کے ساتھ تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں[1] اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کریں۔

نمازِ عید میں تاخیر سے پہنچنے والے کے لیے:

- مقتدی دیر سے پہنچا اور امام صاحب تکبیرات کہہ کر قراءت شروع کر چکے تھے تو وہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر فوراً ہی تین تکبیریں کہہ لے۔
- امام صاحب پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں تو اُن کے ساتھ رکوع میں جائے اور بغیر ہاتھ اُٹھائے رکوع میں اِضافی تکبیرات کہہ لے۔ اگر رکوع میں تکبیریں پوری کرنے سے پہلے امام صاحب نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو باقی تکبیرات معاف ہو گئیں۔
- اگر امام صاحب کے پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے، بلکہ امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پڑھے تو اُس وقت کہے۔

نماز میں بھول سے متعلق:

امام پہلی رکعت کی تکبیریں بھول گیا تو قراءت کے بعد یا رکوع میں کہہ لے اور دوسری رکعت کی بھول گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں کہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1، ح:4، ص:782، 783، ملخصًا)

عید کے موقع پر باہم ملاقات اور مصافحہ و معانقہ بکثرت ہوتا ہے، اِس موقع پر دل سے بھی کدورتیں نکال دی جائیں اور سلام کے ساتھ ساتھ بارگاہِ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں دُرود و سلام کا ہدیہ پیش کیا جائے تو روایت کے مطابق گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(رواہ البیہقیّ فی شعب الإیمان، 281/11 رقم:8543، وأخرجه أیضًا البخاری فی التاریخ الکبیر، ج:3، ص:252، وأبو یعلیٰ، ج:5، ص:334، رقم:2960، فیه درست بن حمزة، وهو ضعیف)

---

[1] نمازِ عید کی دوسری رکعت میں رکوع کی یہ تکبیر واجب ہے، جب کہ دیگر نمازوں میں سنّت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ امام الانبیا ﷺ اور آپ کے جدِّ امجد خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صدقے میں ہماری بخشش و مغفرت فرمائے! حقیقی خوشی سے نوازے! اور عیدِ سعید کو اپنی رضا کے کاموں میں گزارنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

ربِّ کریم قربانی کرنے والوں کو دولتِ اخلاص عطا فرمائے اور اُن کی اِس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے! جو اِس سعادت سے محروم ہیں مالکِ کریم اُن کے راستے میں حائل رکاوٹیں دُور فرمائے!

خالقِ کائنات غزّہ کے مظلوموں کی پریشانیاں خوشیوں میں تبدیل فرمائے، اسرائیل اور اُس کے اتحادیوں کو نشانِ عبرت بنائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عملی طور پر فلسطینی مسلمانوں کا دست و بازو بننے کی توفیق سے نوازے!

ربِّ کریم پاکستان سے دہشت گردی اور فتنہ و فساد کا مکمل خاتمہ فرمائے! خالقِ لم یزل وطن عزیز کے جملہ اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!